إن الفضل بید الله یؤتیه من یشاء — عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی للعمر سہ ماہی ۳/

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۸ — مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۵ء — یوم سہ شنبہ — مطابق ۱۸ صفر ۱۳۴۴ھ — جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سلسلہ کے کاموں میں خدا کے فضل سے مشغول ہیں۔ چونکہ موسم کے اثر سے بہت سے علامات کمزوری پائے جاتے ہیں۔ اسلئے جماعت کے احباب ایک لمحہ کے لئے بھی حضور کی صحت اور خیر و عافیت کے لئے دعا سے غافل نہ ہوں جب کبھی اس قسم کی اطلاع دیجاتی ہے کہ حضور کی صحت اچھی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ حضور کسی غیر معمولی تکلیف سے محفوظ ہیں۔ ورنہ انفلوئنزا کے حملہ کے بعد اور خاصکر گذشتہ لمبے سفر کے بعد جیسا کہ حضور خود ظاہر فرما چکے ہیں جسم میں سخت کمزوری محسوس کرتے ہیں۔ رہا یہ کہ حضور سلسلہ کے کاموں میں مشغول ہی رہتے ہیں۔ اور بہت سی تکلیفوں کا علاج اسی میں پاتے ہیں ؞

جناب حافظ روشن علی صاحب تبلیغی دورہ سے واپس آگئے۔

کئی دن کی سخت گرمی اور تپش کے بعد ۳ ستمبر تھوڑی دیر خوب زور کی بارش ہوئی ... قادیان تشریف لے گئے ...

روضۂ رسول کریمؐ کی ہتک کے خلاف اظہار رنج و ملال

روضۂ اطہر اور دیگر مقامات مقدسہ کی حفاظت کیلئے دعا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود علالت مزاج ۴ ستمبر ۱۹۲۵ء خطبہ جمعہ میں مدینہ منورہ پر نجدیوں کے حملہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روضہ کی ہتک کے متعلق ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگا۔ اس میں حضور نے روضہ اطہر پر گولیاں پڑنے کے خلاف انتہائی رنج اور نفرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر ہمارے پاس دنیوی طاقت ہوتی۔ تو میں سب سے پہلا کام یہ کرتا کہ نجدیوں کو مقامات مقدسہ اور خاص کر روضۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہتک سے فوراً روک دیتا۔ ہم فریقین کی جنگ میں دخل نہ دیتے۔ لیکن مدینہ پر حملہ کرنے والے کو اس بات پر مجبور کرتے۔ کہ وہ ایسے رنگ میں جنگ کرے۔ جس سے مقامات مقدسہ کی تقدیس میں فرق نہ آئے۔ اور انہیں کسی قسم کی گزند نہ پہنچے۔ لیکن چونکہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہمیں سہام اللیل

یعنے دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔ اور ہماری سب جماعت کو خاص طور پر دعائیں کرنی چاہئیں۔ کہ خدا تعالیٰ مقامات مقدسہ کی خود حفاظت فرمائے ۔

حضور کا یہ ارشاد جماعت تک جلد سے جلد پہنچانے کے لئے مفصل خطبہ کی اشاعت سے قبل یہ مختصر اعلان کیا جاتا ہے۔ احباب نہایت خشوع و خضوع سے روضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت اور دیگر مقامات مقدسہ کے محفوظ رہنے کے متعلق خدا تعالیٰ سے التجائیں کریں ۔

اخبار نور اور دیگر احمدی اخبارات کے متعلق اپیل

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے حسب ذیل اپیل چھاپکر شائع کیا ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ اسے شرف قبولیت بخشیں۔ اور اخبارات سلسلہ کو مضبوط بنائیں ۔

تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے۔ جو سکھوں ایسی دلاور قوم میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو کماحقہ بجالا رہا ہے۔ بلاشبہ ایسے مجاہد اور غازی پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ مگر مجھے نہایت اندوہ سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ کہ نور کی موجودہ اشاعت ساڑھے تین سو ہے۔ اور اس اشاعت پر نور زیادہ دیر کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ کم از کم ساڑھے تین سو اور مستقل خریداروں کی ضرورت ہے۔ یعنی جب تک کم از کم نور کے سات سو مستقل خریدار نہ ہو جائیں۔ نور کا جاری رہنا بہت مشکل ہے۔ اگر دوست توجہ کریں۔ تو یہ کمی ایک ہفتہ کے اندر پوری ہو سکتی ہے۔ نور کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں ۔

"دشمن سے دشمن بھی نور کی تعریف کرتے ہیں پھر کس قدر افسوس ہوگا۔ اگر ہم قدر نہ کریں" ۲۷ دسمبر ۱۹۱۹ء

"ہر ایک احمدی نور کی خریداری کو اپنا فرض سمجھے۔ سردست میں پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں" ۱۷ جون ۱۹۱۷ء

یہ امر خصوصیت سے قابل غور ہے کہ سکھوں اور آریوں کے معمولی سے معمولی پرچوں کی اشاعتیں کم از کم چار چار پانچ پانچ ہزار تک پہنچی ہوئی ہیں۔ مگر وہ قوم جس کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہو۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا جس کا ماٹو ہو اور جس کی شان میں جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کی بشارت ہو۔ اس کا ایک ایسا مجاہد پرچہ جو ہندوستان بھر میں سکھوں جیسی شجاع قوم میں اشاعت اسلام کا اکیلا ذریعہ ہو۔ صرف ۳۵۰ خریداروں کی کمی کی وجہ سے بند ہو جائے موجب تعجب ہے ۔

نور کی اشاعت بڑھانے کے لئے میں ایک ایسی سہل راہ پیش کرتا ہوں۔ کہ اگر دوست ذرا بھی ہمت کریں اور اپنی رگ حمیت کو حرکت دیں۔ تو یقیناً ایک ہفتہ کے اندر اندر سینکڑوں چھوڑ ہزاروں تک نور کی اشاعت پہنچ سکتی ہے۔ وہ یہ کہ نئے خریداروں کو (۱) آریہ مذہب کی حقیقت (۲) ہندو دھرم کی حقیقت (۳) ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب۔ یہ قیمتی تین روپیہ کی معرکۃ الآراء کتب مفت دی جائینگی۔ گویا دوسرے الفاظ میں نور انہیں مفت پڑیگا۔ اگر اب بھی دوست توجہ نہ کریں۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کے دل نور سے سرد ہو چکے ہیں۔ یا بہ الفاظ دیگر انہیں اب نور کی ضرورت نہیں ہے۔ اور انہیں نور سے اتنی بھی محبت نہیں جتنی کہ ایک معمولی آریہ کو اپنے اخبار سے ہو سکتی ہے۔ اور ایسی صورت نور کی توسیع اشاعت کے لئے اپیل کرنا گویا جنگل میں رونا اور نیم کے درخت سے انگور کے خوشوں کو تلاش کرنا ہے۔ اس لئے بیشتر اسکے کہ میں دوستوں کی سرد مہری کا شکار ہو کر نور کا جنازہ نکالوں۔ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ اتمام حجت کے لئے آخری دفعہ پھر یہ معاملہ بہی خواہان ملت کے سامنے رکھوں۔ اے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم ذرا دیکھ اور سُن کہ فی زمانہ وہی قوم حقیقی معنوں میں زندہ اقوام میں شمار ہو سکتی ہے۔ جس کا پریس مضبوط ہو۔ ذرا ہمسایہ قوم آریہ سماج پر نظر ڈال کہ ہفتہ وار تو الگ کئی روزانہ پرچے کس آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔ ایام جنگ میں آریہ اخبار پرکاش کی اشاعت کسی صورت میں چار ہزار سے کم نہ تھی۔ مگر اسیر ایڈیٹر صاحب پرکاش کو اپیل کرنی پڑی اور تا اختتام جنگ سینکڑوں کی تعداد ماہوار مدد دینے والے پیدا ہو گئے۔ مگر برخلاف اس کے ذرا دیکھ کہ تیرے پریس کی کیا حالت ہے۔ الفضل جو احمدیوں کا آرگن کہلاتا ہے۔ اس کی اشاعت شاید دو ہزار ہو۔ حالانکہ کم از کم اس کی اشاعت پانچ ہزار ہونی چاہیئے۔ اُردو ریویو کی شاید ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ ہو۔ حالانکہ اس کی کم از کم تین ہزار ہونی چاہیئے تھی ۔ باقی رہا۔ الحکم۔ فاروق اور نور۔ نور کی اشاعت قریباً بمشکل ۳۵۰ ہے۔ اور الحکم و فاروق کی اشاعت شاید ہی چار سو ہو۔ حالانکہ ان کا بڑھنا بھی نہایت مناسب و ضروری ہے۔ اب کس برتے پر نتا پانی تین ساڑھے تین سو کی اشاعت پر اخبار کا جاری رکھنا صرف احمدی ایڈیٹروں کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ کوئی اور ایک ہفتہ تو چلا کر دکھلائے۔

مگر اس حالت میں جن مشکلات سے کم از کم ایڈیٹر نور گذر رہا ہے۔ اس کا بہترین اندازہ کچھ میرا دل ہی لگا سکتا ہے۔ ع

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

لہذا اے قوم! اگر تو نور کو زندہ رکھنا چاہتی ہے تو تجھے بہت جلد کم از کم ۳۵۰ نئے خریدار پیدا کر دینے چاہئیں اور جس صورت میں میں ہر ایک نئے خریدار کو تین روپیہ کی قیمتی کتابیں مفت دے رہا ہوں۔ تو پھر بھی مزید ۳۵۰ خریداروں کا پیدا نہ ہونا دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کے لئے موجب ماتم ہے ۔

آپ اگر تھوڑی سی ہمت کریں تو احمدیوں کے علاوہ دوسروں کو بھی نور کا خریدار بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ تمام ہندوستان میں نور ہی ایک ایسا اخبار ہے۔ جو سکھوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو بہ احسن وجوہ پورا کر رہا ہے نور کے وہ کون سے خریدار ہونگے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے ۔ اگر آپ نے جلد تر نور کی واجبی امداد نہ کی۔ تو پھر مجھے ضرور سوچنا پڑے گا۔ کہ آیا بحالات موجودہ نور کو بند کیا جائے یا کیا؟ لیکن اگر یہی حالت رہی تو سوائے اسکے اور کیا چارہ ہے کہ نور ایسے مفید مذہبی پرچہ کو بند کر دیا جائے۔ اور یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ قوم جو خود کو کلمۃ الحق کے واسطے مامور سمجھتی ہے۔ اس میں جوش تبلیغ نہیں رہا ۔

خاکسار :۔ محمد یوسف ایڈیٹر نور۔ قادیان ضلع گورداسپور۔

اخبار احمدیہ

انجمن احمدیہ منٹگمری کا جلسہ انجمن احمدیہ منٹگمری نے ۱۲ و ۱۳ ستمبر کو ایک جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں مولوی احمد دین صاحب و حافظ جمال احمد صاحب تقریریں کرینگے۔ گردو نواح کے احباب اس موقعہ پر منٹگمری تشریف لا کر ضرور اس جلسہ سے فائدہ اٹھائیں۔ محمد شریف بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ منٹگمری

اعلان نکاح مورخہ ۲ صفر حافظ روشن علی صاحب نے عزیز محمد اسحٰق کا نکاح احمد بی بی بنت چودہری مولا داد صاحب پنشنر موضع سار چور بعوض مبلغ آٹھ سو روپیہ علاوہ زیور پڑھایا (حکیم) قطب الدین [illegible]

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۲۵ء

پاداش ظلم وستم

اٹلی کے مقابلہ میں کابل کی ذلت آمیز شکست

(نمبر ۳)

"زمیندار" نے اٹلی کے الٹی میٹم کے خلاف خامہ فرسائی کرتے ہوئے نہ صرف طول و طویل اور بے سرو پا تمہید میں ایسے اسلامی تواریخ کے واقعات اور حالات ٹھونس دیئے جن سے کابل کو کوئی دور کی نسبت بھی نہ تھی - بلکہ اٹلی کے گذشتہ واقعات کو بیان کرنا بھی ضروری سمجھا - اور اسی سلسلہ میں اٹلی کے اس الٹی میٹم کا تذکرہ کیا - جو اس نے اسی بنا پر یونان کو دیا تھا - جس پر کابل کو دیا ہے یعنی وہاں بھی ایک اطالوی کے قتل کا سوال تھا - جس کا فیصلہ اٹلی کے جنگی جہازوں نے کیا - اور یونان کو اٹلی کے آگے جھکنا پڑا تھا "زمیندار" نے یہ ذکر اس لئے نہیں کیا تھا کہ اٹلی کی بحری اور بری قوت کے زبردست ہونے کا اعتراف کرے - اور نہ اس لئے کیا تھا کہ کابل کو بھی اس انجام سے آگاہ کرے جو اٹلی کے مقابلہ میں یونان کا ہوا تھا - بلکہ یہ بتانے کے لئے کیا تھا - کہ وہ اٹلی جس نے یونان سے جنگی طاقت کے بھروسہ پر اپنی شرائط تسلیم کرالی تھیں - اسے اس خام خیالی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے - کہ کابل کو بھی وہ اٹلی کی طرح اپنے آگے جھکا لیگا - اور اب جبکہ وہ اس حماقت کا مرتکب ہو چکا ہے تو دنیا دیکھ لیگی - کہ کابل کو الٹی میٹم دینے سے اس کا کیا حشر ہوتا ہے -

چنانچہ "زمیندار" (۲۳ر جولائی) نے لکھا :-

"یونان کو بھی کاسۂ اسلام اناطولیہ میں پہلے ہی الٹ چکا تھا - اور جس میں ہاتھ پاؤں ہلانے کی ذرا بھی سکت باقی نہ تھی - یوں ذلیل و رسوا کر کے مسولینی سمجھا کہ گویا اس نے کوئی بہت ہی بڑا میدان مار لیا ہے - اور اس کی کلاہ انانیت میں کوئی بڑا ہی ہمائی طرہ لگ گیا ہے - اس مزعومہ عزت کو دو بالا کرنے کی دھن میں اس فریب خوردہ نفس اطالوی کی نظر یک بیک مشرق کی طرف اٹھی - اور اس مرتبہ اس نے اپنی دھونس بٹھانے کے لئے افغانستان کی سرزمین تجویز کی - لیکن کابل کچھ کارنو نہ تھا - کاش مسولینی کو اس بات کی خبر ہوتی کہ جس طاقت سے وہ اب ٹکرایا ہے - وہ اس کا سارا کس بل نکال کر رکھ دیگی اور اس کے ساتھ وہ سلوک کریگی - جو شاپور ساسانی کے جوتے نے دیرین قیصر روم کی گردن کے ساتھ روا رکھا تھا"

اُمید ہے - مولوی ظفر علی خان صاحب اپنی اس حسرت کے پورا ہونے پر جس کا اظہار انہوں نے نہایت دردمندی کے ساتھ مسولینی کے متعلق کیا تھا - ضرور خوش ہونگے - کیونکہ اگر یہ نہیں تو اب مسولینی کو ضرور معلوم ہو گیا ہوگا کہ کابل وہ طاقت ہے - جس نے اس کا سارا کس بل نکال کر رکھ دیا ہے - اور وہ آئندہ کبھی اس بات کی جرأت نہیں کرے گا - کہ کابل کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے - بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے وصیت کر جائیگا - کہ اگر ساری دنیا سے جنگ کرنے کی ضرورت پڑے - تو کر لی جائے - لیکن خواہ کچھ ہو جائے - کابل کے متعلق کسی قسم کی میل بھی دل میں نہ لائی جائے - ورنہ تمہاری خیر نہیں - میں تو اپنی خوش قسمتی سے بچ گیا - مگر کابل تمہارے ساتھ وہی سلوک کرے گا - جو شاپور ساسانی کے جوتے نے قیصر روم کی گردن کے ساتھ روا رکھا تھا -

بقول مولوی ظفر علیخان صاحب اٹلی نے اس مزعومہ عزت کو دوبالا کرنے کی دھن میں جو اسے یونان کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی - افغانستان کی سرزمین دھونس بٹھانے کے لئے تجویز کی تھی - مگر کابل نے اس کی مزعومہ عزت کو خاک میں ملا دیا - اور اب اسے دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہنے دیا -

دنیا کو یہ بات تو آج معلوم ہوئی - جب کابل نے اٹلی کی ذلیل کن شرائط کو بلا چون و چرا منظور کر لیا - مگر مولوی ظفر علیخان نے اپنی فراست اور ذہانت سے اندازہ لگا کر اور کابل کا خاص محرم راز بنکر بہت عرصہ قبل اعلان کر دیا تھا - جو آج حرف بحرف صحیح نکلا - اب بھی اگر دنیا مولوی صاحب موصوف کی قابلیت اور دور اندیشی کی قائل نہ ہو - تو اس کی قسمت ٭

"زمیندار" نے اطالوی مقتول کو مجرم قرار دینے کے لئے اتنا ہی کافی نہ سمجھا - کہ اسے ایک کابلی پولیس مین کا قاتل کہے - بلکہ اسپر "خطرناک سازش" کا الزام بھی لگایا گیا - اور لکھا کہ اسی جرم کی پاداش میں اس کے لئے سزائے موت تجویز کی گئی تھی - چنانچہ اس کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں :-

"بندی خانہ میں داخل ہوئے اسے (اطالوی انجنیئر کو) زیادہ دن نہ گذرے تھے - کہ اس نے چند روسیوں کی مدد سے ایک خطرناک سازش کا جال بچھانا شروع کر دیا - اس کا ارادہ تھا کہ کسی طرح قید خانہ کو توڑ کر حدود افغانستان سے باہر نکل جائے - اور سرزمین روس میں پہنچ جائے - اس سازش کا بھانڈا جلدی ہی پھوٹ گیا - اور پیپرنو دوبارہ گرفتار ہو کر محکمہ قضا کے سامنے لایا گیا - جہاں بعلت سازش و خلاف ورزی باسرکار اس پر نئے سرے سے مقدمہ چلایا گیا - اس دوسرے جرم کی پاداش میں اس کو پھر سزائے موت دی گئی - اعلیٰ حضرت غازی کا پیمانہ عفو اب لبریز ہو چکا تھا - عدل نے رحم کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑی تھی - پیپرنو مقتل میں لایا گیا - اور سولی پر لٹکا دیا گیا"

(زمیندار ۵ ر جولائی ۱۹۲۵ء)

یہ وہ حالات ہیں - جن میں ایک اطالوی کو کابل نے سولی پر لٹکایا - اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ "اعلیٰ حضرت غازی" نے نہایت مجبور ہو کر اس کے قتل کا حکم دیا - لیکن اگر یہ سب کچھ صحیح ہے کہ اطالوی مقتول خطرناک سازش کا مرتکب ہوا - بعلت سازش اسپر مقدمہ چلایا گیا - اس کے متعلق "اعلیٰ حضرت" کے پیمانہ عفو میں ایک قطرہ کی بھی کسر باقی نہ رہی تھی - اور "عدل" نے "رحم" کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی تھی - تو کیا ایسے خطرناک مجرم کو سولی پر لٹکانا اتنا بڑا جرم تھا - جس کے لئے کابل کو اٹلی سے معافی مانگنی پڑی - اور کئی ہزار پونڈ جرمانہ ادا کرنا پڑا - اور پولیس کے اس افسر کو جس کے حکم سے نہایت خطرناک اطالوی مجرم گرفتار کیا گیا تھا اور جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ امیر صاحب کابل

کا بہنوئی ہے - موقوف کر دیا گیا ÷

اگر "زمیندار" کے یہ وجوہات جو اس نے کابلی اطلاعات سے اخذ کر کے کابل کے فعل کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیئے پیش کیے - درست ہیں - تو پھر اٹلی کے سامنے کابل کا اس قدر جھک جانا نہایت ہی شرمناک ہے - اور ایک ملک و دولت سے اس فعل کا سرزد ہونا تو الگ رہا - کسی واحد شخص سے اس کا وقوع پذیر ہونا بھی نہایت ہی قابل نفرت ہے - لیکن اگر یہ وجوہات بناوٹی اور بے بنیاد ہیں تو دُنیا پر روشن ہو گیا - کہ کابل اپنے کسی فعل کی پردہ پوشی کے لیئے ہر قسم کی دروغ بیانیوں اور بہانہ سازیوں کو شیر مادر سمجھتا ہے - اور جب اپنے عمل سے اس نے اس بات کو پایہ ثبوت تک پُہنچا دیا - تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ بے گناہ احمدیوں کی سنگساری کے متعلق کابل نے مذہبی اختلاف کے علاوہ جو دیگر وجوہات پیش کیں - وہ بھی اسی طرح شرمناک بہانہ سازی اور افترا پردازی سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں - ہاں ایک فرق ضرور ہے - اور وہ یہ کہ باوجود اس کے کہ ہم نے دلائل اور براہین سے ان کے غلط اور لغو ہونے کا ثبوت دے دیا - پھر بھی کابل اور اس کے نادان ہوا خواہ انہیں دُہراتے اور ان کی صحت پر اصرار کر رہے ہیں - لیکن اطالوی مقتول کے متعلق جو عذرات کابل نے پیش کئے - اور جو جو الزام اس پر لگائے گئے - انہیں زبان پر لانے کی اب کسی میں جرات نہیں ہے کیا کابل اور کابل کے کابلی اور پنجابی اخبارات اب بھی یہی کہیں گے کہ جو وجوہات پیپرنو کے قتل کے جواز میں پیش کرتے تھے - دُرست اور معقول ہیں - اگر ایسا ہی ہے تو کیا اٹلی سے معافی مانگنا اور تاوان ادا کرنا حد درجہ کی نامردی اور بُزدلی نہیں - بات یہ ہے کہ اب کابل اور اس کے تمام ہوا خواہوں میں یہ ہمت اور جرأت نہیں - کہ ایک اطالوی قاتل کے قتل کو جائز اور اس پر جو الزام لگائے جاتے تھے - انہیں درست اور صحیح کہہ سکیں - کیونکہ اٹلی نے ڈنڈے کے ذریعہ ان کے غلط اور نادرست ہونے کا اقرار کرا لیا ہے - اور بھلا جہاں ڈنڈے کے بغیر کوئی بات ذہن نشین ہی نہ کی جا سکے - وہاں احمدیوں کے معقول سے معقول دلائل کا کیا اثر ہو سکتا ہے - ایسی صورت میں اگر کابل اپنے ان نامعقول وجوہات پر مصر ہو - جن کی بناء پر اس نے احمدیوں کو سنگساری جیسی وحشیانہ سزا دی - تو کوئی تعجب کی بات نہیں ÷

"زمیندار" جس طرح ہمارے مقابلہ میں کابل کی بے جا حمایت پر ابھی تک اڑا ہوا ہے - اس سے بڑھ کر وہ اٹلی کے مقابلہ میں کابل کی پیٹھ ٹھونک رہا تھا - حتیٰ کہ اس نے لکھدیا :-

"سوال یہ ہے - کہ اس ساری کارروائی سے بجز اس کے کہ اپنے پرائے اس (اٹلی) کا یکساں تمسخر اُڑا رہے ہیں - نتیجہ کیا نکلا - الٹی میٹم کے الفاظ معانی کی تلاش میں دریائے ٹائبر کی تہ سے جو دُور کی کوڑی لائے تھے - وہ اٹک پار تو کیا جاتی چناب کے کناروں تک بھی بسلامت نہ پہنچ سکی بلکہ رستہ ہی میں موج راوی کی نذر ہو گئی "

(زمیندار ۲۶ جولائی)

لیکن یہ پھنکار اسی وقت تک کے لئے تھی کہ کابل اٹلی کی ضرب شدید سے بے کلی اور بے چینی کی گھڑیاں کاٹ رہا تھا - جب اس نے دم توڑ دیا تو "زمیندار" کو بھی معلوم ہو گیا - کہ اٹلی کے الٹی میٹم پر تمسخر اُڑانے کی بجائے خود کابل نے بھی اپنی زندگی اسے قبول کرنے میں ہی سمجھی ہے - اور اس کے معانی کابل کے دماغ میں اس عمدگی سے پیوست ہو گئے ہیں جو فراموش کرنے کی کوشش سے بھی کبھی فراموش نہ ہونگے ÷

مُسلمانانِ ہند میں نیا فتنہ

مُسلمانانِ ہند کی حالت جس درجہ عبرت انگیز اور افسوسناک ہو چکی ہے - اس کا اندازہ آج کل کے ان جلسوں سے ہو رہا ہے جو سلطان ابن سعود کی حمایت اور مخالفت میں مختلف مقامات پر ہو رہے ہیں - ان میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے اور بُرا بھلا کہنے پر ہی اکتفا نہیں کیا جا رہا - بلکہ لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ رہی ہے - اور کئی مقامات پر فسادات بھی ہو چکے ہیں - اگر مسلمانانِ ہند اس طریق سے حجازی فتنہ کو فرو کر سکتے اور مقامات مقدسہ کو توہین سے بچا سکتے ہیں - تو جتنا جی چاہے لڑ لیں - اور اگر نہیں تو دیکھیں کہ ہندو جو دل سے ان کے متعلق یہی بات چاہتے ہیں - وہ بھی شرم دلا رہے ہیں - چنانچہ اخبار ملاپ (یکم ستمبر) "ہندوستان کے مُسلمانوں میں پھوٹ" کے عنوان سے لکھتا ہے :-

"پچھلے ہفتہ میں جو واقعات رُونما ہوئے ہیں - اُنکو دیکھکر کون خون کے آنسو نہ بہائے گا - لڑ رہے ہیں - غیر ممالک کے مُسلمان اور گولہ باری ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی غیر ممالک میں - لیکن دست و گریبان ہو رہے ہیں ہندوستان کے مسلمان - کبھی یہ تماشا بھی دیکھا تھا - آج مولانا شوکت علی کو بمبئی میں پولیس کی امداد سے گھر پہنچانا پڑتا ہے - اور دلی میں مولانا محمد علی کی گردن کاٹنے کی دھمکی دی جاتی ہے - یہی آجا کر مسلمانوں کے دو لیڈر تھے - ان کا وقار بھی مٹی میں ملا دیا گیا - ادھر لاہور میں ایک ہی دن ایک ہی وقت دو جلسے ہوئے - مولانا محمد علی تو ابن سعود کی مدح سرائی کر رہے تھے اور جناب محرم علی صاحب چشتی والے جلسہ میں ابن سعود کو مسلمان ماننے ہی سے انکار کر دیا گیا ان کے حمائیتوں پر لعنت و نفرت کی گئی - اب بات پر ہندوستان کے مُسلمان مدت تک لڑتے رہینگے "

کاش ! خدا تعالےٰ مُسلمانوں کو یہ سمجھنے کی توفیق دے کہ ان کے لڑنے جھگڑنے کا اثر حجاز کے حالات پر تو کچھ نہیں پڑیگا - البتہ یہ نیا فتنہ ان کی اپنی بربادی اور ذلت کا موجب ہو گا +

سُلطان ابن سعود پر فتویٰ ارتداد

مُسلمانان لاہور کے ایک جلسہ میں جس میں شامل ہونیوالوں کی تعداد بالفاظ زمیندار تقریباً آٹھ ہزار تھی - کہا گیا کہ :-

(۱) "ابن سعود اسلام سے مرتد ہے - وہ مرتد ہے "

(۲) "ابن سعود مردود اور ملعون اور واجب القتل ہے "

(۳) "مرزائیوں نے بھی کبھی اس قسم کے الحاد کا اظہار نہیں کیا " (زمیندار ۲ ستمبر)

اب علماء دیوبند اور مولوی ظفر علیخان صاحب وغیرہ سلطان ابن سعود کی سنگساری کا انتظام فرمائینگے ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

مدینہ منورہ پر گولہ باری اور مولانا محمد علی

مولانا محمد علی نے لاہور کے اس جلسہ میں جو ۲۹ اگست نجدیوں کی حمایت میں منعقد ہوا - مدینہ منورہ پر گولہ باری کی تردید کرتے ہوئے فرمایا :-

"یاد رکھو - اگر خبر درست ثابت ہو گئی -

تو پھر ہم یہ نہ دیکھیں گے۔ کہ "سیاست" اور "ریاست" اور "ریاضت" کیا لکھتے ہیں۔ اور جماعت علی شاہ اور کمالات علی شاہ — رذالت علی شاہ کیا کہتے ہیں۔ میں خود مدینہ جاؤں گا۔ اور اس شخص کا گلا گھونٹ دوں گا۔ جو میرے آقا کے روضہ کی بے حرمتی کا ذمہ دار ہوگا۔ آج سن رکھو۔ کہ اگر نبی کے روضہ کو نقصان پہنچا۔ تو ہم جان و مال اور اولاد قربان کر دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور آمادہ نہ ہونگے۔ تو ہی لوگ نہ ہوں گے۔ جو آج حب رسول کے بہت بڑے دعویدار بن کر ہمیں نجدیوں کے نمک خوار بتا رہے ہیں"

(زمیندار یکم ستمبر)

خدا کرے مدینہ منورہ پر گولہ باری کی خبر غلط ثابت ہو اور اس سے بھی زیادہ غلط یہ منحوس اطلاع ہو۔ کہ روضۂ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نجدی گولہ باری سے نقصان پہنچا ہے لیکن اگر خدانخواستہ یہ خبر صحیح نکلی۔ تو مولانا محمد علی مدینہ جاکر کونسی طاقت کے ذریعہ ابن سعود کا گلا گھونٹ دینگے۔ جہاں تک ظاہری اسباب اور حالات کا تعلق ہے۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مولانا موصوف نے سنجیدگی سے یہ بات فرمائی ہے۔ اور انہیں خود بھی یقین اور وثوق ہے۔ کہ ضرورت کے وقت اس پر عمل کر سکیں گے۔ پھر یہ کہنے کا فائدہ کیا ؟

اگرچہ ہم عام مسلمانوں کو اپنے لیڈروں کی واجب اور ضروری عزت نہ کرنے اور ذرا سے اختلاف رائے پر بےعزتی پر اتر آنے کے عادی سمجھتے ہیں۔ لیکن لیڈروں کے اس قسم کے ناممکن العمل وعدے بھی ایک حد تک اس کا باعث ہیں۔

"تنظیم" کا اعلان

اخبار تنظیم اپنے ۳؍ اکتوبر کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"ہمارے بعض قارئین کرام نے ہمیں مخلصانہ مشورہ دیا ہے۔ کہ ہم اخبار کے کالموں میں مذہبی بحث و مباحثہ سے حتی المقدور اجتناب کریں۔ کیونکہ اس سے ملت اسلامیہ کے اندر انتشار بڑھنے کا احتمال ہے۔ اور یہ بات "تنظیم" ملی کے واحد آرگن کی شان کے خلاف ہے ہم اپنے ناصحین مشفق کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے اپنے قادیانی دوستوں سے لکھ دینگے دی دین کہ کہ مذہبی بحث کے موضوع کو خیرباد کہتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ الفضل بھی سیاسیات اسلامی کی بحث میں مذہبی امور کو داخل کرنے سے احتراز کرے گا۔ تاکہ آئندہ مذہبی مناظرہ کی ضرورت پیش نہ آئے"

اس اعلان کے متعلق ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ مذہبی بحث و مباحثہ اگر متانت اور سنجیدگی سے کیا جائے۔ اور اس کی غرض احقاق حق ہو۔ تو یہ کوئی بری بات نہیں بلکہ دیگر سب امور سے ضروری ہے۔ کیونکہ سیاسی اور دنیوی حالات اور معاملات تو اس چند روزہ زندگی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن مذہب انسان سے کبھی علیحدہ ہونے والا نہیں اور اگلی زندگی کے ساتھ اس کا بہت بڑا تعلق ہے۔ پس اگر صرف حیات مستعار کے ساتھ تعلق رکھنے والے معاملات پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ تو حیات ابدی سے وابستہ امور کی نسبت کیوں تحقیق و تدقیق کی حاجت نہیں۔ لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ معاصر "تنظیم" نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف جب قلم اٹھایا۔ تو ایک بات بھی متانت و سنجیدگی کے ساتھ یا تحقیق حق کے لئے نہ لکھی۔ بلکہ محض تمسخر اور استہزاء سے کام لیا۔ اور ایسی حالت میں اس نے یہ روش اختیار کی۔ جب کہ ہم اس کی تحریک تنظیم کو کامیاب بنانے کے لئے پوری کوشش کر رہے تھے۔ اور متعدد مضامین اس کی تائید میں لکھ چکے تھے۔ اب اگر "تنظیم" اپنے مذکورہ بالا اعلان کے مطابق اپنی روش بدل لے۔ تو یہ ہمارے لئے خوشی کی بات ہوگی۔ اس لئے نہیں۔ کہ "تنظیم" سلسلہ احمدیہ کو کوئی نقصان پہنچا سکتا تھا۔ جو اب نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ اس لئے کہ شرافت اور انسانیت کا یہی تقاضا ہے۔ اور جو لوگ ایک نقطہ پر سب لوگوں کو جمع کرنے کا مقصد لے کر کھڑے ہوں۔ ان کے "واحد آرگن" کے لئے یہ روش نہایت معیوب ہے ؞

روپیہ کا لالچ

بقول اخبار سیاست (یکم ستمبر) خواجہ حسن نظامی صاحب نے خلافت کمیٹیوں کے تمام کارکنوں کے متعلق اپنی یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ

"وہ خلافت کا کام روپیہ اینٹھنے اور شہرت حاصل کرنے کے لالچ سے کرتے رہے ہیں۔ ان کے دل میں اسلام کے لئے کوئی جذبہ نہیں"

اس کے مقابلہ میں "سیاست" خواجہ صاحب کے متعلق یہ رائے ظاہر کرتا ہے:۔

"خواجہ صاحب جلب منفعت اور شہرت پسندی کے طالب ہونے کے علاوہ اس دنیا میں حور و غلمان کے طالب بھی ہیں"

بہتر ہو۔ یہ لوگ ایک دوسرے کی پردہ دری کرنے کی بجائے اپنے دلوں میں اخلاص اور نیک نیتی پیدا کریں۔

چودھویں صدی کے مولوی

مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان "الفاظ" اے بدذات فرقہ مولویاں" کو جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کا صحیح اور درست مفہوم ہیں۔ کہ "علماءھم شر من تحت ادیم السماء" اس لئے پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ دیکھو۔ علماء کرام کے خلاف کس قدر درشت کلامی سے کام لیا گیا۔ اور ان کے متعلق کیسے سخت الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ مگر خود مولوی صاحب نے بعض اشتہاروں کے حوالہ سے اس زمانہ کے علماء کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ اسے دیکھکر ہر ایک سمجھدار انسان یہ کہنے پر مجبور ہوگا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے مندرجہ بالا الفاظ استعمال کرتے ہوئے مولویوں سے بہت ہی رعایت برتی ہے ورنہ ان کا اصل حق وہی ہے۔ جو "اہلحدیث" نے پیش کیا ہے

لاہور کی دیوبندی جماعت نے دیوبندیوں کی حمایت میں "فتنہ دیداریہ کے ڈھول کا پول" کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں بقول مولوی ثناء اللہ صاحب "انجمن حزب الاحناف کی نسبت دل کھول کر الفاظ لکھے ہیں" گویا مولوی صاحب کے نزدیک نہ وہ گالیاں ہیں۔ نہ خلاف واقعہ۔ اور نامناسب باتیں۔ بلکہ صرف "الفاظ" ہیں۔ ان میں سے "بطور نمونہ" جو اہلحدیث میں درج کئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

"مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ ایسی شیطانی جماعت (حزب اللحناف) کے گمراہ کن خیالات اور شر انگیزیوں سے بچیں۔ زمانہ ساز نفس پرست۔ تمہاری جہالت۔ مکاری اور تمہاری حماقت اور گمراہی۔ بے ایمان باش ہرچہ خواہی کن"

ان "مقدس الفاظ" کے متعلق جو مولویوں کے ایک "مقدس گروہ" نے دوسرے "مقدس گروہ" کے متعلق ارشاد فرمائے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی یہ رائے ظاہر فرماتے ہیں:۔

"حزب الاحناف کے ممبروں کا حق تو یہی ہے۔ کہ تمہاری بدزبانی اور بدگوئی کا جواب اصل یہی ہے" (اہلحدیث ۵ جون)

اگر مولوی صاحب کا یہ قول درست ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں۔ وہ "فرقہ مولویان" جس نے اپنی ساری عمر حضرت مرزا صاحب کے متعلق "بدزبانی اور بدگوئی" کرنے میں تباہ کر لی۔ اور جس کی ذریت خبیثہ اب بھی لاہور۔ امرتسر۔ دیوبند اور دہلی وغیرہ میں موجود ہے۔ اسے "بدذات" کہنا کیوں نا روا ہے۔ اور وہ بھی ایسی صورت میں جب کہ انہیں تمام ان

الفاظ سے خطاب کیا جا رہا ہے۔ جو روئے زمین کی بدترین مخلوق کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ایک دوسرے اشتہار کا اقتباس ملاحظہ ہو۔ یہ بھی اہلحدیث (۱۲ جون) نے شائع کیا ہے۔ اس میں حزب الاحناف کے ہر واعظ اور مقرر کا خاکہ اس طرح کھینچا گیا ہے۔

"جو ایکبار بھی سٹیج پر نمودار ہو! اس نے ذریت شیطان کی طرح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے علیحدہ پارٹ ادا کیا۔ اور اپنے بڑے شیطان کے آگے خوب ناچے اور اپنے منہ سے اتنی غلاظت پھینکتے گئے۔ کہ تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو ناپاک کر دیا۔ ان کی تکفیر کی قینچی سے کوئی بھی نہیں بچیگا۔ لاہور کے کوچہ کوچہ میں مصائب کے دروازے کھل گئے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے۔ باپ بیٹے کے خون کا پیاسا ہے۔ دوستوں کے دلوں سے محبت کافور ہو چکی ہے۔ اس جماعت شیطانیہ کے فتنہ نے قرآن مجید سے انما المومنون اخوۃ کو نکال دیا۔ ان خبیثوں کی ناپاک ہستیوں نے اسلام پر جو کچھ اس وقت مصائب و بربادی اسلام کے دروازے کھولے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں"

کیا مولوی ثناء اللہ صاحب بتائیں گے۔ کہ ان الفاظ کے مقابلہ "بدذات" کا لفظ کیوں انہیں زیادہ گراں گذرتا ہے۔ کہ ان الفاظ کو تو اپنی تائید کے ساتھ اپنے اخبار میں جگہ دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ایک لفظ کے متعلق ہمیشہ واویلا مچاتے رہتے ہیں۔

شیعہ اخبار "درنجف" (۲۸ جون) لکھتا ہے۔ "وزیر آباد میں ایک کانا دجال رہتا ہے۔ اسکی وضع قطع ایسی گھناؤنی ہے۔ کہ ایک مردار خور چیل بھی اس کی بدبو اور تعفن سے گھبراتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ اسکی وجہ سے ہوائی جہاز ہو گئی تھی اس بدنصیب نے ایک شیعہ پر شبہ کیا تھا۔ وزیر آباد کے سچے مسلمان جو پیروِ اسلام ہیں۔ اس یک چشم کو کانا دجال کہتے ہیں اور اکثر ایسے ہیں جو اسے جانتے بھی نہیں۔ یہ ناموری کا بہت خواہشمند ہے۔ اس نے اپنے نام گمنام کے ساتھ کئی مائٹل لگا رکھے ہیں۔ مثلاً حنفی۔ نقشبندی۔ قادری۔ سہروردی۔ جنوری فروری مارچ وغیرہ"

ان سطور میں صرف ایک لفظ کی غلطی کی ہے۔ اور وہ ہے "کانا دجال"۔ وہ لوگ جو ہم سے کانے دجال کا پتہ پوچھا کرتے ہیں اور ہمارے بتانے پر یقین نہیں کرتے۔ انہیں وزیر آباد کے دجال سے

تناسخ کا ردّ قرآن کریم سے

(یہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے درس کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔)

آریہ صاحبان کے پرچارک اور مناظر جو عربی دانی کے مدعی ہیں۔ ان کی عربی دانی تو یہی ہے۔ کہ قرآن کریم سے تناسخ کا ثبوت نکالتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا دعوےٰ ہے۔ جس کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر اور بالکل بے بنیاد اور بے حقیقت ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ ایک حد تک مجبور اور معذور بھی ہیں۔ اس لئے کہ ان کی مذہبی کتاب وید مقدس نے یہ بے بنیاد اور بایا مدار اصل ان کے ذہنوں اور دماغوں میں راسخ اور مستحکم کر دیا ہے۔ کہ جب کوئی بات کریں بے دلیل اور بغیر حجت کریں۔ سو جن لوگوں کی فطرت میں یہ بات مرکوز ہو کہ وہ بغیر کسی دلیل عقلی اور نقلی کے کلام کریں۔ ان کی عربی دانی کے دعویٰ پر ایک پشہ کے برابر بھی افسوس نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں ان کا مسئلہ تناسخ کو قرآن کریم سے نکالنے کے دعویٰ کا ہم ان کو بڑی سنجیدگی اور متانت سے جواب عرض کر دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم سے تناسخ ہرگز نہیں ثابت ہوتا۔ قرآن کریم وہ صحیفہ مقدس ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ تناسخ کے باطل عقیدہ کی تردید کر رہا ہے۔ اور آریوں کے اس خام خیال کو دھکے دے رہا ہے۔ اس وقت میں قرآن کریم کی صرف ایک آیت پیش کر کے بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس میں کس وضاحت اور خوبی و عمدگی کے ساتھ تناسخ کے باطل عقیدہ کی تردید کی گئی ہے۔ اور کس طرح اس بودے خیال کو مسترد کیا گیا ہے۔

خدا تعالے نے سورہ مومن رکوع ۲ میں کفار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ قالوا ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین فاعترفنا بذنوبنا فھل الی خروج من سبیل۔ کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا۔ پس ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ پھر کیا ہمارے لئے کوئی مخلصی کی راہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں دو دفعہ مرنے اور دو دفعہ زندہ ہونے کا ذکر ہے۔ لیکن تناسخ کے قائلین کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ انسان پر دو موتیں اور دو زندگیاں آتی ہیں۔ بلکہ تناسخ کے رو سے وہ موت اور زندگی کا ایک لا محدود سلسلہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ انسان جب مرتا ہے۔ تو جس قسم کے اس کے کرم یعنی اعمال ہوتے ہیں۔ ان کے مطابق بطور سزا اسے کسی دوسری جون میں ڈال کر پھر دنیا میں لایا جاتا ہے۔ اور جب تک اس کے پاپ دور نہ ہو جائیں۔ اسوقت تک کبھی اس کی روح گھوڑے کے جسم میں ڈال دی جاتی ہے۔ کبھی کتے و بندر کے جسم میں۔ کبھی کسی اور حیوان کے جسم میں۔

پس ان کے عقیدہ کے مطابق بار بار زندہ ہونا اور مرنا پڑتا ہے۔ مگر قرآن کریم کی یہ آیت بتلاتی ہے۔ کہ انسان کیلئے صرف دو موتیں اور دو زندگیاں ہیں۔ کفار کے اس قول کو جو اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے۔ خواہ ہر موت کے وقت کا سمجھا جائے۔ یا اس وقت کا جب دنیا کا دور بالکل ختم ہوگا۔ دونوں لحاظ سے تناسخ باطل ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ اس میں دو موتیں اور دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ اگر قرآن کریم تناسخ کا قائل ہوتا۔ تو پھر اس آیت میں دو زندگیوں اور دو موتوں کا ذکر نہ ہوتا۔ بلکہ متعدد موتوں اور زندگیوں کا ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن کریم سے نہ صرف تناسخ کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ اس کا رد موجود ہے۔ کیونکہ قائلین تناسخ کی تعریف تناسخ کے بموجب لاانتہا موتیں اور غیر محدود زندگیاں ماننی پڑتی ہیں۔ جو کہ کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

رہی یہ بات کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے۔ سو واضح ہو۔ کہ پہلی موت سے مراد انسان کی وہ حالت ہے۔ جبکہ وہ کتم عدم سے منصۂ شہود پر نہیں آیا ہوتا۔ اور عربی زبان میں موت کا لفظ ایسی حالت پر بولا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہی آتا ہے۔ کنتم امواتا فاحییناکم۔ یہاں صریح طور پر موت کا لفظ انسان کی پیدائش سے پہلی حالت پر بولا گیا ہے۔ اور دوسری موت اس دنیا کی زندگی کے بعد ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک حیات اس دنیا کی ہے۔ اور دوسری حیات حشر اور نشر کی ہوگی۔ سو اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ کفار کہیں گے پہلے ہم مردہ تھے یعنی ہم میں پیدا ہونے اور نشوونما پانے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ لیکن آریہ صاحبان کہتے ہیں۔ کہ روح اور مادہ ازلی اور ابدی ہیں۔ اور ان میں ملنے کی بھی طاقت ہے۔ گو پرمیشر ان کو ایک دوسرے کیساتھ ملا دیتا ہے۔ اس کے وہ خلاف کہیں گے۔ کہ ایسا نہیں تھا۔ ہم بالکل مردہ تھے۔ نہ روح تھی نہ مادہ۔ خدا نے ہمیں زندہ کیا۔ پھر ہمیں مارا۔ پھر ہمیں زندہ کیا۔ اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ پس ہمیں بخش دیجئے۔ یہ دو زندگیاں اور دو موتیں ہیں [illegible] قرآن کریم سے تناسخ کا ثبوت دینے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ وہ اس آیت پر ٹھنڈے دل سے غور و خوض کریں گے۔ اور آئندہ کبھی قرآن کریم کی کسی آیت سے تناسخ جیسے باطل عقیدہ کے ثبوت کی کوشش نہ کریں گے۔

مولوی محمد علی صاحب اور نبوت مسیح موعود

(نمبر ۲)

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین اپنے رسالہ "مسیح موعود اور ختم نبوت" کے صفحہ ۴۶ پر رقمطراز ہیں :-

"جب دو فریق کا اسبات پر جھگڑا ہے کہ اسکے امام کا مطلب یہ تھا یا وہ۔ تو قرآن کریم کی صریح ہدایت موجود ہے۔ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللّٰہ والرسول۔ تو ایسا رسول کی طرف لوٹانے سے اس بات میں ادنیٰ شبہ کی گنجایش باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ ایک دو حدیثوں میں نہیں۔ بیسیوں حدیثوں میں خاتم النبیین کی تفسیر لانبی بعدی یا اس قسم کے الفاظ سے آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ لیکن یہ تفسیر کہ اس سے مراد ہے ایسا نبی جس کی مُہر سے آیندہ نبی بنا کرینگے۔ کسی ایک حدیث میں بھی نہیں جب تک میاں صاحب اس معنی پر کوئی حدیث پیش نکریں۔ اس وقت تک ان کا قول عند اللہ وعند الناس مردود ہے۔ اور وہ قیامت تک بھی کوئی حدیث اس مضمون کی پیش نہیں کر سکتے۔ پس اس بناء پر یہ مسئلہ نبوت جو میاں صاحب نے ایجاد کیا ہے۔ اسے کوئی قرآن وحدیث کے ماننے والا مسلمان قبول نہیں کر سکتا"

اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ عقیدہ جسے مولوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی ایجاد قرار دیا ہے۔ یہ ہرگز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ایجاد نہیں۔ بلکہ آپ کے زمانہ خلافت سے پہلے بھی تمام جماعت کا مذہب رہا ہے۔ اور خود مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں سے یہ امر ثابت ہے کہ مولوی صاحب کا یہی عقیدہ تھا۔ اور تمام جماعت احمدیہ بھی یہی عقیدہ رکھتی تھی۔ اگر اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے ان معنوں پر کسی حدیث کے نہ موجود ہونے کی وجہ سے اسے عند اللہ اور عند الناس مردود قرار نہیں دیا۔ بلکہ اسے ایک راست مسلم جماعت کا عقیدہ قرار دیا ہے۔ تو آج بھی کوئی قرآن و حدیث کے ماننے والا مسلمان اس عقیدہ کو رد نہیں کر سکتا کیونکہ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے زمانہ خلافت سے پہلے اس عقیدہ کو جماعت احمدیہ نے اور خود مولوی محمد علی صاحب نے قرآن و حدیث کے خلاف نہیں سمجھا۔ بلکہ قرآن مجید کو اس کا موید اور مثبت قرار دیا ہے اسی طرح آج بھی یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بلکہ قرآن و حدیث اسی عقیدہ کے مصدق ہیں۔ ذیل میں ایک قرآنی دلیل پیش کرتا ہوں۔ جو مولوی محمد علی صاحب کی پیش کردہ ہے۔ اور پھر حضرت خلیفہ اول رضؓ (جنکی چھ سالہ خلافت کے مولوی محمد علی صاحب بھی مقر ہیں) کی تحریر سے دکھاؤں گا۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کی مُہر انہی معنوں میں سمجھتے تھے کہ آپ کی اتباع سے انسان نبوت حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے بعد مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں سے دکھاؤں گا۔ کہ وہ بھی یہی معنے کرتے تھے۔ اور اسے تمام سلسلہ احمدیہ کا مذہب سمجھتے تھے۔

قرآنی دلیل بالفاظ مولوی محمد علی صاحب

مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے ایک ماہ بعد بتقریب جلسہ پیغام صلح ایک تقریر فرمائی تھی۔ جو الحکم نمبر ۲۴ جلد ۱۲ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی۔ جس میں آپ ارشاد فرماتے ہیں :-

"ہمیں بھی اسی وسیع دعا کے کرنے کا حکم ہے :- اھدنا الصراط المستقیم۔ اور اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ کیونکہ اگر خدا وہ مدارج جو منعم علیہ لوگوں کو ملے کسی دوسرے کو دے سکتا ہی نہ تھا تو پھر ہمیں یہ دعا سکھلانے کے کیا معنے؟ مخالف خواہ کوئی معنے کرے۔ مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیئے مانگنے والا"

یہ تحریر بتاتی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب ۱۹۰۸ء میں قرآن مجید کی رو سے اس بات کے قائل تھے کہ خدا نے منعم علیہ لوگوں کے مدارج دینے بند نہیں کر دئے۔ بلکہ وہ نبی بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اور صدیق شہید اور صالح بھی بنا سکتا ہے۔ اور اس تحریر میں آپ مخالفوں کے ان معنوں کی کہ نبی نہیں بنا سکتا۔ کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے انہیں غلط قرار دیتے ہیں۔ کیا مولوی محمد علی صاحب اب بھی ان معنوں پر قائم ہیں۔ یوں تو مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ میں نے عقیدہ نہیں بدلا۔ مگر بات صاف ہے۔ آج آپ ان معنوں کے قائل نہیں۔ اور آپ اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان معنوں میں خاتم النبیین ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا اور کسی کو یہ درجہ نہیں مل سکتا۔ اب مولوی محمد علی صاحب بتائیں۔ کہ آج انہیں لانبی بعدی اور اسی قسم کی بیسیوں حدیثیں دیکھنے میں آئی ہیں۔ جن سے ان کے زعم میں یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نبی نہیں آسکتا۔ یا اس وقت بھی انہیں یاد تھیں۔ اور وہ ان کے کچھ اور معنے سمجھتے تھے۔ اور از روئے قرآن مجید اجرائے نبوت کے قائل اور اسپر قائم تھے۔ اور بتائیں کہ اجرائے نبوت کا عقیدہ حضرت میاں صاحب کی ایجاد ہے۔ یا خود آپ بھی ۱۹۰۸ء میں اس کے قائل تھے۔

حضرت خلیفہ اوّل رضؓ اور خاتم النبیین کے معنے

"خاتم مُہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریمؐ مُہر ہوئے۔ اگر ان کی اُمت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا۔ تو وہ مُہر کس طرح ہوئے یا وہ مُہر کس پر لگے گی" (الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۵ء)

یہ تحریر صاف بتا رہی ہے کہ مُہر سے نبی بننے کا مسئلہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایجاد نہیں۔ بلکہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ مولوی محمد علی صاحب بتائیں۔ کیا حضرت خلیفہ اول رضؓ سے لانبی بعدی اور اسی قسم کی حدیثیں مخفی تھیں۔ اور کیا آپ قرآن و حدیث کو ماننے والے مسلمان تھے یا نہیں۔ اگر تھے اور ضرور تھے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو غالباً اسبات سے انکار نہ ہوگا تو بتائیں کہ ان کے اس قول میں کہاں تک صداقت پائی جاتی ہے کہ "اس بناء پر مسئلہ نبوت جو میاں صاحب نے ایجاد کیا ہے اسے کوئی قرآن و حدیث کے ماننے والا مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔" اور "جب تک میاں صاحب ان معنوں پر کوئی حدیث نہ ہو۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نبی ہیں۔ جن کی مُہر سے آیندہ نبی بنا کرینگے۔ یہ اس وقت تک قول عند اللہ و عند الناس مردود ہے"

مولوی محمد علی صاحب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی

مولوی صاحب انگریزی رسالہ احمدیہ مسیح کے صفحہ ۵۲ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"This movement holds that the Holy Prophet is the seal of prophets and no other prophet can appear after him except one who is spiritually his disciple and who receives

the gift of prophecy through him.

It is only a true Muslim who walks in the footsteps of Holy Prophet that can become a prophet."

Ahmad the Promised Massiah by Mohd Ali M. A. Page 25

یعنی "یہ سلسلہ احمدیہ مانتا ہے۔ کہ مقدس نبی (آنحضرت صلعم) نبیوں کی مہر ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا سوائے اس کے جو روحانی طور پر آپ کا شاگرد ہے۔ اور انعام نبوت آپ کے ذریعہ سے پاتا ہے۔ یہ صرف ایک سچا مسلمان ہی ہے۔ جو نبی مقدس کی پیروی سے نبی بن سکتا ہے"

اپنا اور سلسلہ احمدیہ کا جو عقیدہ مولوی صاحب نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ بعینہ یہی عقیدہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ہے۔ اور آپ کی ایجاد نہیں بلکہ تمام جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ اور خود مولوی محمد علی صاحب بھی اسی کے قائل رہے ہیں۔

جناب مولوی صاحب بتائیں۔ کیا یہ عقیدہ ان کا اس حالت میں نہ تھا۔ جب آپ قرآن وحدیث کو ماننے والے مسلمان تھے۔ اور اسے عند اللہ و عند الناس مردود نہیں سمجھتے تھے۔ اگر آپ اس وقت مسلم اور قرآن وحدیث کو مان کر یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ تو بتلائیں۔ کہ اس وقت آپ یہ معنے قرآن وحدیث کے ماتحت سمجھتے تھے یا قرآن وحدیث کو اس عقیدہ کے خلاف پاتے ہوئے بھی اس کے قائل تھے۔ اور تمام جماعت کو قائل سمجھتے تھے۔ اگر اس تحریر کے زمانہ میں ان معنوں کو مولوی محمد علی صاحب جیسا مسلم اور جماعت احمدیہ جیسی مسلمان جماعت تسلیم کرتی رہی ہے۔ تو آج قرآن وحدیث کو ماننے والا مسلمان کیوں ایسے عقیدہ کو قبول نہیں کر سکتا۔ افسوس کسی زمانہ میں جن معنوں کو تمام جماعت احمدیہ مانتی تھی۔ جن معنوں کو حضرت خلیفہ اول رضہ جیسا عالم بے بدل انسان تسلیم کرتا تھا اور پھر جن معنوں کو خود مولوی محمد علی صاحب تسلیم کرتے رہے ہیں۔ آج وہ معنے مولوی صاحب کو احادیث کے خلاف اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ایجاد معلوم ہو رہے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب بتائیں۔ کیا حضرت خلیفہ اول اور خود آپ اور تمام جماعت احمدیہ اس وقت احادیث اور قرآن مجید کے خلاف چل رہی تھی یا اب آپ کے ذہن پر کچھ ایسا پردہ پڑ گیا ہے۔ کہ آپ کو یہ معنے قرآن وحدیث کے خلاف معلوم ہو رہے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ ایک وقت تو آپ خاتم النبیین کے سچے معنے یہ بیان فرماتے رہے ہیں۔ کہ نبی کریم صلعم کے بعد آپ کے متبعین کامل کیلئے دروازہ نبوت بند نہیں مگر اب وہ معنے غلط ہو گئے ہیں۔ جو مسیح موعود کی زندگی میں ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کے زمانہ میں آپ کے قلم سے نکلتے رہے ہیں۔ اور تمام دنیا میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اور مسیح موعود نے کبھی آپ کو نہ بتایا کہ یہ معنے غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ اور ان کی اشاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ ملاحظہ ہو۔ ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ نمبر ۵ مولوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے۔ کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا۔ جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ سے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلعم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا"

اس تحریر میں مولوی صاحب نہایت وضاحت سے اجرائے نبوت فی خیر الامت کے قائل ہیں۔ اور اقرار کر رہے ہیں۔ کہ یہ تمام جماعت کا مذہب ہے۔ پس حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا انہی معنوں میں اجرائے نبوت کا قائل ہونا ہرگز آپ کی اپنی ایجاد نہیں۔ بلکہ آپ اپنے پرانے عقیدہ پر قائم ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے علاوہ خود اپنی تحریروں کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ اور مسیح موعود کے وقت جو عقیدہ تمام جماعت کا تھا۔ اس کو صاف ترک کر چکے ہیں۔ اور اس پر طرہ یہ کہ ابھی تک کہے چلے جاتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ پس مولوی صاحب کی اپنی تحریریں بتا رہی ہیں۔ کہ مولوی صاحب کے اس قول میں ذرا بھر صداقت نہیں کہ یہ معنے میاں صاحب کے ایجاد ہیں۔ بلکہ مسیح موعود کی زندگی میں خود مولوی صاحب اور تمام جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کے متبعین کامل کے لئے دروازہ نبوت بند نہیں۔ مولوی صاحب نے حدیث کا مطالبہ اسی وجہ سے کیا تھا۔ کہ مسیح موعود کی تحریریں متنازع فیہ ہو چکی ہیں۔ مگر میں نے بتا دیا ہے۔ کہ ان تحریروں کا صحیح نتیجہ عرصہ ہوا۔ مولوی محمد علی صاحب خود بیان کر چکے ہیں۔ اسلئے ہم مولوی صاحب کے مطالبہ کے جواب میں صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ کہ جس حدیث کی بنا پر مولوی صاحب نے رسالہ احمد مسیح موعود میں آنحضرت صلعم کو نبیوں کی مہر مانا ہے۔ اور اپنے انگریزی ترجمۃ القرآن میں بھی انہی معنوں کو ترجیح دی ہے۔ وہی حدیث ہماری طرف سے پیش کی جا سکتی ہے۔ پس مولوی صاحب کے مطالبہ کا جواب جب ان کے گھر میں موجود ہے۔ تو ہم سے مطالبہ بالکل بے معنی ہے۔

ہاں مولوی صاحب کے بیان کردہ اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ان سے دو مطالبے کرتا ہوں۔ امید ہے۔ مولوی صاحب جواب دیکر مشکور فرمائینگے۔

مطالبہ اول

پہلا مطالبہ یہ ہے۔ کہ دونوں فریق مسئلہ نبوت مسیح موعود میں اختلاف رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی بیعت کرنے والی جماعت یہ عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء سے بعد کی تحریروں سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کے لئے جو حدیث میں نبی اللہ کا لفظ آیا ہے وہ لغوی نبی اور محدث کے معنوں میں نہیں ہے۔ بلکہ آپ کو ایسے معنوں میں نبی کہا گیا ہے۔ جن معنوں میں کوئی پہلا محدث نبی نہیں کہلا سکتا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک حدیث میں مسیح موعود کو نبی اللہ یعنی لغوی نبی و محدث قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ ہمارا اور آپ کا اس امر میں تنازع ہے۔ اور مسیح موعود کی تحریروں سے آپ کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ہم کچھ۔ اسلئے آپ کے بیان کردہ اصول کے مطابق میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ آپ کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ مسیح موعود کے لئے نبی اللہ کا لفظ بمعنی لغوی نبی اور محدث کے استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس سے ایسی نبوت مراد لی گئی ہے۔ جس میں مسیح موعود کو کوئی خصوصیت نہیں بلکہ دوسرے اولیاء امت بھی ان معنوں میں لغوی نبی اور محدث ہیں۔ اگر مولوی صاحب نے اس مضمون کی حدیث پیش نہ کی۔ اور وہ قیامت تک پیش نہ کر سکیں گے۔ تو میں انہی کے الفاظ میں یہ کہنے کے لئے مجبور ہوں۔ کہ یہ معنے مولوی صاحب کی ایجاد ہیں۔ اور آپ کا یہ قول عند اللہ و عند الناس مردود ہے اور اسے قرآن وحدیث کے ماننے والا مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔

مطالبہ دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں اور دافع البلاء اور ریویو آف ریلیجنز میں اپنے تئیں مسیح اسرائیلی سے تمام شان میں بڑھ کر قرار دیا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کا تمام شان میں مسیح اسرائیلی سے بڑھ کر ہونا بموجب تحریر مسیح موعود علیہ السلام کے آپ کو نبی ثابت کرتا ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک آپ کا تمام شان میں بڑھ کر ہونا آپ کو نبی ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ آپ غیر نبی ہیں۔ چونکہ ایک فریق حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے کچھ سمجھتا ہے اور دوسرا کچھ اسلئے میں بموجب اصول مولوی محمد علی صاحب کے ان سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ کوئی اس مضمون کی مرفوع متصل حدیث پیش کریں جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ امت محمدیہ میں کسی شخص کے کسی پہلے نبی سے تمام شان میں بڑھ کر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نبی ہے۔ بلکہ ایسا شخص غیر نبی ہوتا ہے۔ اگر مولوی صاحب ایسی حدیث پیش نہ کر سکیں۔ تو میں انہیں کے الفاظ میں یہ کہنے کیلئے مجبور ہوں۔ کہ تمام شان میں مسیح اسرائیلی سے بڑھ کر ہونیوالے شخص کو مولوی صاحب کا غیر نبی کہنا ان کی اپنی ایجاد ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ قرآن وحدیث ماننے والا کوئی مسلمان اس کو قبول نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہ قول عند اللہ اور عند الناس مردود و مطرود ہے۔ مولوی صاحب ان ہر دو مطالبات کا جواب طیار کر چھوڑیں کیونکہ ابھی رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت کے جواب میں اور مطالبات بھی موجود ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان پر یکدم بوجھ پڑ جائے۔

مولوی صاحب جس پرچہ میں میرے مطالبات کا جواب شائع کریں۔ مہربانی فرما کر وہ مجھے بھی ارسال فرما کر مشکور فرما دیں۔ والسلام

خاکسار۔ قاضی محمد نذیر مولوی فاضل و منشی فاضل لائل پور

اشتہارات

آنکھیں بنوانے والے احمدیوں کیلئے سہولتیں

ہر سال سینکڑوں احمدی بھائی آنکھیں بنوانے کے لئے موگا ہسپتال میں آتے ہیں۔ ناواقفیت کی وجہ سے انہیں کوئی سہولتیں بہم نہیں پہنچائی جا سکتیں۔ جن کی آنکھیں بننے کے قابل نہیں ہوتیں۔ یونہی سفر کا بوجھ اور راستے کی تکالیف اٹھاتے ہیں۔ بعض غریب یا ضعیف العمر یا زیادہ مصروفیت کی وجہ سے موگے پہنچ نہیں سکتے۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایسے تمام احمدی بھائیوں کے لئے آسانیاں پیدا کروں۔ پس جو احمدی بھائی آنکھیں بنوانا چاہتے ہیں۔ وہ مجھ سے خط و کتابت کریں انشاء اللہ تعالےٰ ان کے لئے سہولتیں پیدا کی جائینگی۔ حسب ذیل بیماریوں والی آنکھیں بنوائی جاتی ہیں:۔ موتیا بند۔ سفیدی۔ پھولا۔ پڑبال۔ ناخونہ وغیرہ۔ ۱۵ اکتوبر سے آنکھیں بننی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے خط و کتابت میں جلدی کریں۔

معذرت

وہ احباب جنہیں تا حال طلب کرنے پر "گرینول بکس" نہ ملا۔ وہ مجھے معذور سمجھتے ہوئے جو انہوں نے انتظار کی تکلیف اٹھائی معاف فرمائیں۔ میں سرحد میں ایک نواب کے لڑکے کی آنکھوں کے علاج کے لئے گیا ہوا تھا۔ دوائیوں کا باہر بھیجنا میں کسی ماتحت کے سپرد نہیں کیا کرتا۔ کیونکہ اس میں میری تسلی نہیں ہوتی۔ گرینول بکس حسب ذیل تکالیف کے لئے مفید ہے:۔ ککرے۔ لالی۔ پانی بہنا۔ خارش۔ دھند غبار۔ ضعف بصر۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آ جانا۔ نور کا گھبرانا۔ ڈھیلے کا زخم۔ آنکھ اور پیشانی میں درد۔ آشوب چشم وغیرہ۔ احباب کی درخواستوں کو مد نظر رکھ کر تاکہ غریب بھائی بھی فائدہ اٹھائیں۔ بکس تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے:۔

بکس کلاں پانچ روپے۔ بکس میانہ ڈھائی روپے بکس خورد۔ ایک روپیہ چار آنے

ڈاکٹر عبد الرحمٰن موگا ضلع فیروزپور

تمسکات پنجاب ۱۹۳۷ء

حکومت پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟

اس لئے کہ اسی صوبہ سے قرضہ لیا جائے۔ اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے۔

کتنا قرضہ اور کس لئے؟

ایک کروڑ روپیہ جو وادی ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائیگا جو فائدہ بخش ہونگی۔

قرضہ کیلئے ضمانت کیا ہوگی؟

حکومت پنجاب کا کل مالیہ

شرح سود کیا ہے؟

۱ ۳/۴ ۵ فیصدی

مجھے روپیہ کب واپس ملے گا؟

بارہ سال کے عرصہ میں لیکن اگر آپ وادی ستلج کی نہر پر اراضی خریدینگے۔ تو اسکی قیمت کی پوری ادائگی یا اس کے جزو کی ادائگی میں آپکے تمسکات پوری قیمت پر منظور کر لئے جائینگے۔

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟

بڑے سرکاری خزانہ یا اسکے ماتحتی خزانہ یا امپیریل بنک پنجاب کی کسی شاخ کے پاس جائیے۔

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کسطرح کرنی چاہیئے؟

وہاں سے جو فارم آپ کو ملیگا۔ وہ آپ پُر کر کے روپیہ ادا کر دیں۔

مجھے سود کب سے ملے گا؟

جس تاریخ کو آپ روپیہ ادا کرینگے اسی تاریخ سے

مجھے سود کس طریقہ سے وصول ہوگا؟

۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود آپ کو اسی وقت نقد ادا کر دیا جائیگا جس وقت آپ روپیہ داخل کرینگے۔ اور اس کے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کریگا جس کے متعلق آپ لکھیں گے۔ کہ اس کے ذریعہ ہوا کرے۔

میں یہ قرضہ کب تک دے سکتا ہوں؟

۱۴ ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک۔ جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائیگا۔ قرضہ لینا بند کر دیا جائے گا

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟

(الف) کیونکہ ضمانت بھی اچھی ہے۔ اور سود بھی اچھا ملتا ہے (ب) کیونکہ روپے کے بدلے میں زمین بھی ملتی ہے۔ بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) کیونکہ اگر آپ اپنے صوبہ کی امداد کرینگے تو آپ ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے۔

المشتہر:۔ فائیلنز اور ناگ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب محکمہ مالیات

روضہ رسول کریم صلعم کی توہین کے متعلق خبریں

—— مولانا شوکت علی صاحب کو یروشلم کی مسلم کونسل کے صدر اعلیٰ کی طرف سے ان کے تار کے جواب میں حسب ذیل تار موصول ہوا ہے "یہ صحیح خبر ملی ہے۔ کہ مقدس رسول کے روضۂ اطہر پر گولہ باری نہیں کی گئی۔ لیکن اس کے گنبد پر گولیاں لگی ہیں" اخبارات میں یہ اطلاع شائع کراتے ہوئے مولانا اپنی طرف سے یہ اضافہ کرتے ہیں۔ کہ جو مدینہ پر قابض ہیں۔ انہی کی گولیاں روضہ پر لگی ہونگی۔ کیونکہ نجدی مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہیں۔

—— حجازی وفد کے رئیس کو جدہ سے حسب ذیل خبر پہنچی ہے سیدنا حمزہ کی مسجد وہابیوں کے حملہ سے تباہ ہو گئی ہے اور ان کا مقبرہ برباد ہو گیا۔ وہابی پہلے حملہ میں مسجد مذکور پر قابض ہو گئے۔ لیکن بعد میں انہیں پسپا ہونا پڑا۔ وہابیوں کی بمباری سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اطہر کے گنبد کو نقصان پہنچا ہے۔ جس سے گنبد پھٹ گیا۔ اور اس میں دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ اس کے گر جانے کا اندیشہ ہے۔ وہابیوں نے اور بھی کئی قبے گرا دیئے اور کئی بے گناہ آدمیوں کو قتل کر دیا ہے ٭

—— مدینہ منورہ پر گولہ باری کے متعلق گورنمنٹ ہند نے حسب ذیل خبر شائع کی ہے ٭ شملہ میں جو اطلاعات موصول ہو سکی تھیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مدینہ محصور ہے اور کوئی قابل وثوق اطلاع حاصل نہیں ہو سکی ہے ٭

—— نجدی گورنمنٹ ایجنٹ قاہرہ کا حسب ذیل تار مولوی شوکت علی صاحب نے شائع کیا ہے ٭ مقامات مقدسہ اور مدینہ منورہ پر وہابیوں کی گولہ باری کی خبر بالکل جھوٹ ہے۔ گولہ باری صرف حجازی فوج پر ہوئی ہے۔ جو مقامات مقدسہ سے بہت دور مدینہ منورہ کے مضافات میں خندقوں میں پناہ گزیں ہے۔

—— مدینہ منورہ پر گولہ باری کے متعلق اخبار سیاست لکھتا ہے۔ جہاں تک سیاست واقعات وحالات کا مطالعہ کر کے کسی نتیجہ پر پہنچ سکا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بد قسمتی سے طائف اور مکہ مکرمہ میں نجدی افواج کے ہاتھوں مقابر و مساجد و مقامات مقدس کو ضرور نقصان پہنچا ہے۔ اور سخت گزند پہنچا ہے۔ اور اس کی ذمہ داری نجدی افواج کے اکثر سپاہیوں ہی پر نہیں۔ بلکہ فوج مذکور کے افسر اور خود سلطان نجد اس ذمہ داری سے بچ نہیں سکتے ٭ ۲ ستمبر ۱۹۲۵ء

—— بمبئی کرانیکل میں ایک طویل تار شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے۔ نجدی دن رات مدینہ پر گولیاں چلاتے ہیں۔ رسول کریم کا روضۂ اقدس سب سے بڑا نشانہ بنا ہوا ہے

مسلمانان ہند اور روضۂ اطہر کی توہین

—— حزب الاحناف لاہور کی طرف سے ۲۹ ر اگست ایک جلسہ بصدارت مولوی محرم علی صاحب چشتی منعقد ہوا۔ جس میں مقامات مقدسہ کو نقصان پہنچانے کے خلاف اظہار اندوہ کیا گیا۔ اور ان کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنے والے ہندوستان کے مسلمانوں کے خلاف بھی نفرت ظاہر کی گئی ٭

—— خلافت کمیٹی لاہور کے زیر انتظام ۳۰ ر اگست ایک جلسہ زیر صدارت مولانا محمد علی صاحب ہوا۔ جس میں یہ اعلان کیا گیا۔ کہ مسلمانان لاہور کا یہ جلسہ ابن سعود کے ان وعدوں پر پورا اعتماد رکھتا ہے۔ جو انہوں نے مدینہ کے مقامات مقدسہ کی حفاظت کے متعلق فرمائے ہیں۔ اور کسی ایسی خبر کو صحیح تسلیم نہیں کرتا۔ جو ان کے خلاف ہو۔

اس قرارداد پر تقریر کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے مولوی عبد الباری صاحب کو جو مولانا محمد علی کے پیر و مرشد ہیں۔ عبد الکفر کہا ٭

—— لکھنؤ میں شیعہ حضرات کے مقتدر علماء اور افراد نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر کے مدینہ منورہ پر گولہ باری کے متعلق نہایت ہی غم و غصہ کا اظہار کیا ٭

—— شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی ممبر لیجسلیٹو اسمبلی نے ایک بہت بڑے جلسہ کی طرف سے مسلم والیان ملک کو ایک تار بھیجا ہے۔ جس میں یہ خواہش کی گئی ہے۔ کہ وہ ہر ممکن کارروائی کر کے مدینہ منورہ پر گولہ باری کی وحشیانہ حرکتیں روکیں"

—— سنٹرل نیشنل محمڈن ایسوسی ایشن کلکتہ کی کونسل کا جلسہ منعقد ہوا جس میں مدینہ کی بے حرمتی پر غم و غصہ کی تجویز منظور ہوئی ٭

—— شیخ مشیر حسین قدوائی نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ مسلمان نجدی ایجنٹوں کی گمراہ کن اطلاعات سے ہوشیار رہیں ٭

—— خان بہادر قاضی عزیز الدین سی۔ آئی۔ ای۔ نے تجویز کی ہے۔ کہ تمام مسلمانوں کو متفقہ طور پر انگلستان سے معاملہ حجاز میں مداخلت کی درخواست کرنی چاہیئے۔ اور یہ کہ وہ ابن سعود کو مزید مداخلت سے روکے ٭

—— اخبار سیاست نے لاہور کے "ایک مقتدر مسلمان" کی طرف سے یہ اعلان شائع کیا ہے۔ کہ مجھے امرتسر سے ایک ذمہ وار مسلمان لیڈر نے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع دی ہے۔ کہ سلطان ابن سعود کے نمائندے دہلی آئے ہیں۔ جو ایک لاکھ پچاس ہزار کی رقم بدیں غرض اپنے ہمراہ لائے ہیں۔ کہ وہ ہندوستان کے ان

مسلمانوں کو بطور رشوت پیش کریں۔ جو ان کی زیادتیوں پر پردہ ڈالیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور کے ایک مسلمان لیڈر کو ۵۵ ہزار روپیہ دیا گیا ہے ؛

——— سید عطاء اللہ صاحب بخاری نے لاہور کے اس جلسہ میں جس میں سلطان ابن سعود پر اعتماد کلی کی تجویز پاس کی گئی تقریر کرتے ہوئے کہا " لوگ ہمیں سمجھتے ہیں۔ کہ تم ابن سعود کے وظیفہ خوار ہو۔ اگر یہ سچ بھی ہو۔ تو ان لوگوں کو شرم آنی چاہیئے ابھی ہم تو پھر بھی مسلمانوں کے وظیفہ خوار ہیں۔ مگر یہ لوگ کافروں کا وظیفہ کھاتے ہیں۔ ہم تو بڑی خوشی کے ساتھ ایسا وظیفہ کھائیں گے جو مسلمانوں سے ملے۔ سؤر کا گوشت اس لئے حرام ہے۔ کہ اس کے کھانے سے سؤر کی خصلت پیدا ہوتی ہے۔ جو مسلمان نصاریٰ کا وظیفہ کھاتے ہیں۔ وہ حرام کھاتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر ابن سعود مجھے ایک پیسہ بھی بھیجتا۔ تو میں فخر کرتا " (زمیندار ۴ ستمبر)

——— ۳۱ اگست حامیان ابن سعود کا لاہور میں جو جلسہ ہوا۔ اس میں مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے صاحبزادہ کے خلاف اس قدر سخت سست کہا گیا۔ کہ ان کیلئے جلسہ میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ اور قریب تھا۔ کہ مار پیٹ تک نوبت پہنچ جائے۔ آخر پولیس بلوائی گئی۔ جس نے مجمع کو لاٹھیوں کے ذریعہ منتشر کر دیا۔ جب مزاحم ہونے والے لوگ چلے گئے۔ تو مولوی ظفر علی صاحب نے فرمایا۔ " اب کہاں ہیں وہ شیطان جو ہمیں پیٹنے کے لئے آئے تھے۔ ہماری منتوں کو نہ مانا۔ اور پولیس کے ڈنڈے سے فرفو ہو گئے " (سیاست ۲ ستمبر)

پچھلے دنوں لاہور کے احمدیہ جلسہ میں قیام انتظام کے لئے پولیس کے آنے پر جن لوگوں نے یہ لکھا تھا۔ کہ احمدیوں نے پولیس کے زیر سایہ جلسہ کیا۔ کیا وہ ندامت محسوس کرینگے اس جلسہ میں مولوی ظفر علی اور ان کے صاحبزادہ کی جو آؤ بھگت کی گئی۔ وہ مفصل ہمارے پاس پہنچ چکی ہے۔ اور آئندہ درج کی جائے گی ؛

——— مولانا شوکت علی نے اخبار میں اعلان کرایا ہے۔ کہ جب وہ مسلمانان بمبئی کے ایک جلسہ سے جو مسجد میں ہو رہا تھا۔ باہر آ کر ٹیکسی گاڑی پر سوار ہونے لگے۔ تو سیٹھ چھوٹانی (سابق صدر مرکزی خلافت کمیٹی) نے قریب آ کر پہلے مولانا ندوی کو گالیاں دیں۔ اور پھر میرے نزدیک آ کر بی اماں کے متعلق بدزبانی کی۔ جس پر مجھے بہت غصہ آیا اور میں عدم تشدد کے عہد کی خلاف ورزی کرنے ہی والا تھا۔ کہ خوش ہو گیا سیٹھ چھوٹانی نے اپنی چھڑی اٹھائی اور مجھے مارنا چاہا۔ لیکن نہ مارا

——— سیٹھ چھوٹانی نے اخبارات میں مولانا شوکت علی کے بیان کی تردید کی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ میں نے بی اماں کو بالکل گالیاں نہیں دیں۔ میرے دل میں ان کی بڑی عزت ہے ؛

——— لاہور کی طرح بمبئی میں بھی نجدیوں کے حامیوں اور مخالفوں میں ہاتھا پائی ہوئی۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب نجدیوں کے خلاف وعظ کر کے موٹر پر سوار ہونے لگے۔ تو ان کے ساتھی مولوی خجندی صاحب پر حملہ کیا گیا۔ انہیں کوئی ضرب تو نہ آئی۔ مگر ان کے کپڑوں کی دھجیاں اڑ گئیں۔ ایک اور شخص کو سر اور کان پر زخم آئے ؛

——— اخبار سیاست لکھتا ہے۔ حامیان انہدام اماکن مقدسہ نے لاہور میں پے در پے تین جلسے کر کے سخت اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا۔ یکم ستمبر تین آدمی مولوی دیدار علی صاحب کے بیٹے مولوی سید احمد کے پاس قبوں کی تعمیر کے جائز یا ناجائز ہونے کا فتویٰ پوچھنے کے لئے گئے۔ جن سے گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک نوجوان نے کتاب حدیث پر پاؤں رکھ کر مولوی صاحب کی گردن پر دو دھاری چھری سے ۵ مرتبہ زخم لگائے۔ گو کوئی زخم کاری نہ لگا۔ پولیس نے اس شخص کو گرفتار کر لیا ؛

مسلمانان بیرون ہند اور روضۂ اطہر کی توہین

——— طہران۔ ۳۰ اگست۔ حیدر نامی مجلس ایران کے ایک مقتدر ممبر نے مختلف اسلامی فرقوں کے درمیان اتحاد کی اپیل کرتے ہوئے کہا ایران کو مدینہ طیبہ پر نجدیوں کی گولہ باری کے خلاف بہت زور سے اظہار ملال کرنا چاہیئے وزیر اعظم نے وعدہ کیا۔ کہ وہ اس معاملہ میں انتہائی کوشش کریں گے ؛ ۵ ستمبر تمام ایران میں ہڑتال کرنے کی اطلاع پہنچی ہے

——— شاہ مصر نے سلطان ابن سعود کو مسلمانان مصر کی جانب سے بذریعہ تار یہ اطلاع بھیجی ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس پر گولہ باری سے احتراز کریں اور صحیح خبریں پہنچائیں ؛

ہندوستان کی متفرق خبریں

——— چیف سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے ہندو سبھا انبالہ کو اس کی چٹھی کے جواب میں جو سبھا مذکور نے حادثہ پانی پت کے متعلق لکھی تھی۔ لکھا ہے۔ کہ اس حادثہ کی تحقیقات کے لئے خاص کمیشن نہیں مقرر کیا جائے گا کیونکہ اس سے فائدہ کی نسبت نقصان کا زیادہ اندیشہ ہے ؛

——— مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے دو ساتھیوں سے مسجد اہل القرآن لاہور میں فساد پیدا کرنے کے جرم میں ایک سال کے لئے ایک ایک ہزار روپیہ کی ضمانتیں اور ایک ایک ہزار کے مچلکے لئے گئے ہیں ؛

——— ۲۴ و ۲۵ اگست کی درمیانی رات ضلع امرتسر کی تحصیل اجنالہ کے ایک گاؤں میں الٰہ بخش میں ڈاکوؤں اور پولیس کا رات کے وقت مسلح مقابلہ ہوا۔ اڑھائی پانچ گھنٹہ تک ہوتی رہی۔ پولیس کے چار آدمیوں کو چوٹیں آئیں۔ اور ڈاکوؤں کا لیڈر زخمی ہوا۔ دن چڑھے پولیس نے اس مکان کا محاصرہ کر لیا۔ جہاں ڈاکو پناہ گزیں تھے۔ اور مکان میں داخل ہونے پر ۱۱ بمب اور بمب طیار کرنے کا مصالحہ ملا۔ جب پولیس نے مصالحہ اکٹھا کیا تو وہ بھک سے اڑ گیا۔ چند ڈاکو گرفتار کئے گئے۔ اور کچھ اندھیرے میں بھاگ گئے ؛

——— ایبٹ آباد میں پشاوری ٹیم " اور " زمیندار کلب " کا فٹ بال کا میچ ہوا۔ کھیل کے دوران میں ہی فساد ہو گیا جس میں چاقوؤں اور لاٹھیوں تک نوبت پہنچ گئی۔ ایک لڑکے کو شدید زخم آئے ہیں ؛

——— اخبار " زمیندار " کے متعلق جسے زباندانی کے علاوہ تہذیب کا بھی بہت بڑا دعویٰ ہے۔ معاصر مدینہ (یکم ستمبر) لکھتا ہے " صحافت کی مٹی پلید کرنے والا لاہوری روزنامہ جو سوء اتفاق سے زباندانی کا مدعی بن بیٹھا ہے۔ اپنی بدتمیزی اور جہالت کے اظہار میں اس قسم کی گھنونی اور رکیک حرکتیں کرتا ہے۔ کہ مذاق لطیف کے اندر بے اختیار کیفیت امتلا پیدا ہو جاتی ہے "

——— پٹیالہ میں جب ایک ہندو عورت کی لاش مرگھٹ پر لے جائی جا رہی تھی۔ تو اٹھانے والوں میں سے ایک نے عجیب چالاکی سے اس کے کچھ زیور اتار لئے۔ جو بمشکل گرفتار ہو سکا ؛

——— زمیندار نے ایک خط شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ مولوی ظفر علی صاحب پر قاتلانہ حملہ کرنے والے ہیں۔ وہ اپنی حفاظت کا پورا انتظام کر لیں ؛

——— مولوی ظفر علی صاحب وغیرہ کی ضمانتیں اور مچلکے داخل ہونے کے بعد مسجد اہل قرآن میں پھر متولیان مسجد اور دوسروں میں ہاتھا پائی ہوئی ؛

——— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرنال نے اعلان کیا ہے۔ کہ جن لوگوں نے پانی پت کے فساد محرم میں حصہ لیا۔ ان میں سے صرف تیس پر مقدمہ چلیگا۔ جن میں سے ۴ بنئے۔ تین کمہار اور باقی دیہاتی جاٹ ہیں ؛

——— انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ اکتوبر کو منعقد ہوگا ؛